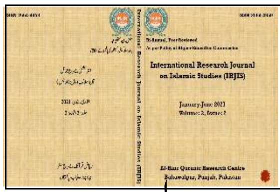
International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: “Al-Riaz Quranic Research Centre” Bahawalpur

بین المذاہب ہم آہنگی اور سماجی اصلاحات کو فروغ دینے میں سید علی ہجویریؒ کی تعلیمات (کشف المحجوب) کا مطالعہ

Teachings of Syed Ali Hajveri (R.A.) to Promote Social Reforms an Interfaith Harmony in the Society: A Study of Kashful Mahjub

1. Hassan Baig,
Lecturer, Department of Interfaith Studies,
Faculty of Arabic and Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad Punjab, Pakistan
Email: hassan.baig@aiou.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-2585-5510

2. Hafiza Hafsa Majeed,
Dar ul Uloom Madnia Batala, Faisalabad, Punjab, Pakistan
Email: hafizahafsa44@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-4661-3171

To cite this article: Dr. Muhammad Asghar Javaid and Dr. Ghulam Haider. 2023. “بین المذاہب ہم آہنگی اور سماجی اصلاحات کو فروغ دینے میں سید علی ہجویریؒ کی تعلیمات (کشف المحجوب) کا مطالعہ: Teachings of Syed Ali Hajveri (R.A.) to Promote Social Reforms an Interfaith Harmony in the Society: A Study of Kashful Mahjub”. International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 5 (Issue 1), 102-109.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 5 || January - June 2023 || P. 102-109
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-5-1-9/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.05.01.u9
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 June 2023

License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

Many Muslim societies are facing such peacelessness, fear, horror, chaos, bloodshed, and killing today. One of the basic reasons for this is that there are no proper opportunities and aptly environment that nature has bestowed to human beings for saturating those subtle human emotions. However, we are floating with the changing trends of the world, such as the straws floating in the raging storm of the river, which do not have any existence and destination. While an important and extraordinary service of mysticism and Sufis on the other side for inculcating those subtle emotions in human beings which builds such a structure that the inhabitants of the society and promote the interfaith harmony after getting inspired are devoted for the reformation of the society. In fact, Hazrat Datta Ganj Bakhash (R.A) not only corrected the

established futile system in the society with the teachings of reformation but also eradicated spread unlawful and invalid thinking about mysticism. Your ideology has made alive the correctness of beliefs and the soul of Taswuf in Islam from the origin which imputed the deep reforming aspects to promotion the peace & Interfaith harmony in the society and introduced new techniques to tackle the facing challenges of humanity in mysticism.

Keywords: Aptly Environment, Bestowed, Mysticism, Peace & Interfaith Harmony, Mysticism

اخلاقی شان اور عدل و احسان کی جس روایت سے انسانی تاریخ بنتی اور نمو پاتی ہے۔ اس روایت کا تعلق ہدایت الٰہی اور سلسلہ نبوت سے مربوط ہے۔ہرچند کہ، انسانوں کی سی شکلیں رکھنے والے لوگ اس کرہ ارض پر سانس لے رہے ہیں، مگر انہیں جانوروں یا چیر پھاڑ کرنے والے درندوں کی سی خصلت سے الگ کرنے والی چیز ,انسانی اور اخلاقی حِس ہے۔ اس حِس کوپروان چڑھانے اور بندگی کا قرینہ سکھانے کے لے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اور رسول بھیجے، بلکہ اولین انسان، حضرت آدم علیہ السلام ہی کو نبی بنا کر بھیجا۔ انسانوں کی بد قسمتی ہے، کہ انہوں نے دائمی ہدایت سے بار بار بغاوت کی، انہی گم کردہ راہ انسانوں کو، خالق کائنات نے اپنے رسولوں اور پیغمبروں کے ذریعے پے در پے رہنمائی دی۔ اس رہنمائی کے آخری، مکمل اور موثر شکل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں انسانیت کے تمام ادوار پر سایہ فگن ہے۔

”ہزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن مرا نمے شاید“1

میں نے ہزار بار اپنا منہ مشک و گلاب سے دھو لیااور پھر بھی میں تیرا نام لینے کے لائق نہیں۔

بین المذاہب گفتگو بین المذاہب روابط قائم کرتی ہے اور مختلف مذاہب کے افراد کو اپنے عقائد کا اشتراک کرنے، غلط فہمیوں کو دور کرنے اور بین المذاہب افہام و تفہیم کو آگے بڑھانے کے لیے ایک فورم فراہم کرتی ہے، اس لیے یہ مذہبی گروہوں کے درمیان تنازعات کو روکتی ہے۔ تصوف ہی امن، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور بھائی چارے کا واحد راستہ ہے۔ اس تیزی سے ترقی پذیر دنیا میں بد قسمتی سے ہم امن قائم کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

بنابریں رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالی نے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے بھیجا ہو اور کبھی اس میں کتاب کی شرط بھی لگائی جاتی ہے، اس کے برخلاف نبی عام ہے۔ خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو۔ اور بعض کے مطابق رسول کے پاس، کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ خواہ کتاب جدید ہو یا کسی سابقہ رسول کی کتاب ہو2۔ نبی کا لفظ نبو سے بنا ہے اوراس کے معنی رفعت اور سربلندی ہے اور نبی کو نبی اس لیے بھی کہا جاتا ہے، کہ اس کا مقام اپنی امت میں سب سے بلند تر ہوتا ہے3۔ ارشاد باری تعالی ہے:

---

1 Mujaddid Alif Sani, Ahmad Sarhindi, Shaikh, Maktoobat Imam Rabbani, Mutarjam: Molana Muhammad Saeed Ahmad Naqshbandi, Karachi: Madina Publishing Company 1970, Volume 1, Duftar Awal, Maktoob 18, P: 84

2 Ghulam Rasool Saeedi, Allama, Tibyan ul Quran, Lahore: Fareed Book Stall, 2002, Volume 4,P: 365

3 IBID, Volume 9, P: 3573

"وَّرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا" 4

اور ہم نے اسے کو بلند مکان پر اٹھالیا۔

اور پھر فرمایا:

"تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ" 5

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

پھر دوسرے قول کے مطابق لفظ نبأ سے بنا ہے اور نبی اس خبر کو کہتے ہیں جس سے دو چیزوں کا حصول ممکن ہو۔

(i)اس سے کوئی عظیم فائدہ حاصل ہو۔

(ii)یا اس سے یقین حاصل ہو۔

اور جب تک کوئی خبر ان دو چیزوں کو متضمن نہ ہو اس کو نبأ نہیں کہا جا تا، اور جس خبر کو نبأ کہا جاتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جھوٹ نہ ہو، جیسے خبر متواتر۔ اس لیے اللہ تعالی کی خبر اور نبی ﷺ کی خبر کو نبأ کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ نبأ علم کو متضمن ہے، اس لیے اس کا معنی خبر دینا بھی ہے6۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا تَاۡكُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ‌ؕ" 7

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

اور اللہ نے فرمایا:

"كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ مَا قَدۡ سَبَقَ‌" 8

ہم ایسا ہے تمہارے سامنے اگلی خبریں بیان فرماتے ہیں۔

اس کے اعتبار سے نبی کا معنی ہے غیب کی خبریں بیان کرنے والا اور اصطلاح میں نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ نے وحی نازل کی ہو اور اس کو تبلیغ احکام کے لیے بھیجا ہو9۔ تاکہ امت کی اصلاح اور عقائد کی کما حقہ درستگی کی جا سکے اور احکام خداوندی پر عملدرآمد ہو سکے۔

انبیاء کرام اللہ کی ساری مخلوق سے بزرگ و برتر ہیں۔ ان بزرگوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کچھ کم و بیش ہے۔ ان میں سے تین سو تیرہ حضرات کو رسول کہا جاتا ہے۔ جو سب سے ممتاز ہیں۔ رسولوں میں بھی پانچ حضرات ممتاز ہیں۔ جن کی مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے ترتیب کچھ یوں ہے۔

(1)سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

(2)حضرت ابراہیم علیہ السلام

Al Quran, Al Maryam, Ayat: 574
Al Quran, Hood, Ayat: 495
Ghulam Rasool Saeedi, Allama, Tibyan ul Quran, Volume 9, P: 3576
Al Quran, Aal Imran, Ayat: 497
Al Quran, Taaha, Ayat: 998
Ghulam Rasool Saeedi, Allama, Tibyan ul Quran, Volume 9, P: 3579

(3)حضرت موسیٰ علیہ السلام

(4)حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(5)حضرت نوح علیہ السلام

ان پانچوں حضرات کو الوالعزم پیغمبر کہا جاتا ہے۔ جو سارے انبیاء المرسلین سے ممتاز اور افضل و اعلیٰ ہیں10۔

اصلاح معاشرہ میں منصب نبوت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانیؒ(م۔1034ھ-1624ء) یوں رقمطراز ہیں:

"ہر وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے اور معجزات دکھلائے اسے صحیح معنوں میں نبی اور پیغمبر تسلیم کر لینا چاہیے،کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے، کہ نبوت کے دعویدار کی طرف سے معجزہ کے ظہور کے بعد وہ لوگوں کے دلوں میں اس کی صداقت کا یقین پیدا کر دیتا ہے 11۔"

لہٰذا، جس طرح کوئی مریض کسی طبیب کو دیکھ کر متوجہ ہوجاتا ہے اور اپنا علاج کرواتا ہے،بالکل اسی طرح، لوگ اُن کی طرف متوجہ ہوئے، اس طرح کرتے کرتے مشیت الٰہی کے تحت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے۔ کچھ پیغمبروں پر تو لوگ ایمان لائے اور کچھ پیغمبروں کو لوگوں نے جھٹلادیا۔

اور یہ کہ انبیاء کے فضائل و خصائص کبریٰ کا بیان انسانی بساط سے باہر ہے۔کیونکہ ان انبیاء کی بدولت ایک عالم کو دائمی نجات کی سعادت حاصل ہوئی ہے، اور ہمیشہ کی گرفتار ی سے آزادی نصیب ہوئی۔ اگر ان حضراتِ انبیاء کا وجود شریف نہ ہوتا تو حق سبحانہ و تعالیٰ جو کہ غنی مطلق ہے،جہان کو، اپنی ذات تعالیٰ و صفات مقدسہ کی نسبت کچھ خبر نہ دیتا، اور اس کی طرف راستہ نہ دیکھاتا، کوئی شخص اس کو نہ پہچانتا اور اوامر و نواہی کہ جن کے ساتھ اپنے بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے ان کے نفع کے لیے مکلف بنایا ہے۔ ان کے بجالانے کی تکلیف نہ دیتا اور اللہ تعالی کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ امور جدا نہ ہوتے12۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا میں بھیجا۔ وہ رحمت العالمین بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ اللہ تعالی خود فرماتا ہے :

"وما ارسلنك الا رحمة للعلمين" 13

اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

---

10 Shahjahan Poori, Abdul Hakeem Khan, Molana, Mujaddadi Aqaid o Nazariyat, Lahore: Hamid And Company, 1415 Hijri, P: 88

11 Mujaddid Alif Sani, Ahmad Sarhindi, Shaikh, Risala Tehlilia, Mutarjam: Allama Ghulam Mustafa Mujaddadi, Lahore: Qadri Rizwi Kutab Khana, 1430, P: 200

12 Mujaddid Alif Sani, Ahmad Sarhindi, Shaikh, Mktoobat Imam Rabbani, Mutarjam: Sayyad Zawar Hussain Shah, Kearachi: Idara Mujaddadia, 1409 Hijri, Volume 1, Duftar Awal, Maktoob: 63, P: 200

13 Al Quran, Al Anbia, Ayat: 107

آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے۔ آپ کے بعد نبیوں کا سلسلہ تو ختم ہو گیا۔ مگر صحابہ ؓ، تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد ولیوں اور صوفیاء اکرام نے لوگوں کی بھلائی کا بیڑہ اٹھایا۔ الغرض صحابہ کرامؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و خدمت سے جو شرف حاصل کیا تھا اور تزکیہ نفس کی جس منزل پر پہنچے تھے اس کی بشارات خود قرآن پاک نے دی۔ اصحاب صفہ میں سے ہر ایک ایک توکل و رضا کا پیکر تھا اور تاریخ اسلام میں انہی برگزیدہ شخصیات کو صوفیائے کرام کا پہلا گروہ کہا جاتا ہے۔

انہوں نے، لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی وجہ سے یہ ہرایک کا فرض ہے کہ دین کی دعوت کو عام کرے۔صوفیہ کرام نے جہاں بہت سی چیزوں کی وضاحت کی وہاں معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا،اس کے علم و آگاہی پر اور اس کے فیض کو آگے پھیلانے پر بھی بہت کام کیا۔ آج امت مسلمہ بالخصوص برصغیر کے مسلمان ہر طرف سے،جس نوعیت کے مصائب و مشکلات اور تذبذب و تشکیک کا شکار ہیں،تو ان حالات میں مصنف کشف المحجوبؒ کی حیات بخش فرمودات اور انقلاب آفرین تعلیمات سے روشنی حاصل کی جائے،جو زندگی کو عمل،حرکت اور جہد مسلسل سے مزین کرنے،ایک روشن وبلند نصب العین سے منور کرنے کا پیغام دے رہی ہیں۔معاشرے کی اصلاح میں حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ(م-465ھ-1072ء)، مخالف قوتوں سے گریز کی بجائے،ان سے نبرد آزما ہو کر انہیں مسخر کرنے کی تعلیم دی،کہ یہی انسانی زندگی کی رمز بقا اور اساس حیات ہے۔درحقیقت آپ کی زندگی اسلامی سیرت کا ایسا عمدہ نمونہ تھی،جس میں کسب علم،تہذیب نفس، تبلیغ اسلام اور اصلاح معاشرہ جیسے عمدہ محاسن اعلیٰ مقاصد نہایت آب وتاب کیساتھ چمک رہے ہیں۔

آپ نے آذر بائیجان،خراسان،ترکستان،شام،عراق،خوارستان،گرگان اور فارس وغیرہ جیسے سنگلاخ اور دور افتادہ علاقوں کے سفر کر کے تحصیل علم،اکتساب فیض اور حصول مقصد کے لیے سخت کوشی،محنت،ریاضت،اخلاص،لگن، اور توجہ جیسے بنیادی انسانی خصائص کو بروئے کار لانے کے عملی مظاہر دنیا کے سامنے پیش کیے۔اصلاح معاشرہ میں آپ نے لوگوں کے سیرت و کردار کواسلامی منہج کے مطابق آراستہ کیا۔ آج جبکہ انسانیت تہذیب نو کے ہاتھوں میں دم توڑ رہی ہے،تو لازم و ملزوم ہے کہ انسانیت سازی کاوہ ادارہ،جو دنیا میں خانقاہ کے نام سے معتبر ہے،برصغیر میں حضرت داتا گنج بخش نے جس کی بنیاد رکھی، اور جس کے سوتے تاجدار ختمی مرتبت ﷺ کے در سے پھوٹتے ہیں،کے فیضان کو عام کیا جائے۔تصوف اصل دین بلکہ دین کی روح ہے۔عصر حاضر میں اس کی نت نئی توجیحات اور تعبیرات، جس کے سبب اس کو دین سے الگ ایک ایسا انسٹیٹوشن بنانے کا ناکام کوشش کی جارہی ہے، جس کے مطابق تصوف اور روحانیت کو شریعت سے متصادم اور متحارب کرکے پیش کیا جارہاہے،جو کہ قابل مذمت ہے۔حضرت فیض عالم ؒ نے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں سنت کو تھامنے کی تلقین فرمائی،اسی پر کاربند رہنا امت مسلمہ کے لیے فلاح دارین کی ضمانت ہے۔حضرت داتا گنج بخش کا نظریہ، اخلاق و تصوف دین و شریعت کی توقیر اور ترویج پر یقین رکھنے کا نام ہے۔

بنیادی طور پر برصغیر کی ہزار سالہ درسیات کی تاریخ میں تصوف بنیادی مضمون کے طور پر ہمارے مدارس اور مکاتب میں نصاب کاباقاعدہ حصہ تھا۔جس کے نتیجے میں فتوحات مکیہ،عوارف المعارف،کشف المحجوب،فصوص الحکم،مکتوبات امام ربانی اور نقد النصوص وغیرہ کتب تصوف،دینی مدارس میں سبقاسبقا پڑھائی جاتی تھیں۔بدقسمتی سے ڈیڑھ سوسال قبل جب موجودہ درس نظامی کی تشکیل عمل میں آئی،تو ان امہات کتب تصوف کی تدریس ختم کردی گئی۔جس سے طلبہ محض ظاہری علوم کی حدتک محدود ہو کر رہ گئے۔اخلاق و تصوف کا وہ مطالعہ جو انفرادی طور پر شخصیت کوسنوارنے اور اجتماعی نظام کو اعلیٰ روحانی اقدار سے روشناس کروانے

کا باعث تھا،اس سے محرومی نے صاحبان محراب و منبر اور ارباب مسند تدریس کو حکمت، برداشت اور حوصلہ کی بجائے مناظرہ و مجادلہ کی طرف زیادہ مائل کر دیاہے، جس سے تشدد آمیز رجحانات فروغ پارہے ہیں۔اصلاح معاشرہ میں ان ان کتب کا مطالعہ ناگزیر ہے اور ان کو فروغ دینا ضروریات میں سے ہے۔آج قومی و بین الاقوامی سطح پر دینی مدرسہ سسٹم کو بے شمار مسائل(چیلنجز) درپیش ہیں۔ایک طرف دہشت گردی اور انتہاپسندی کے تانے دینی مدارس سے منسلک کرنے کی کوشش کی جارہی ہے،جبکہ دوسری طرف دینی مدارس کے فارغ تحصیل دور حاضر کے عصری تقاضوں سے عہدہ برآہونے کو تیار نہیں ہیں۔

جدید عہد کے تناظر میں صاحبان محراب و منبر،اصحاب سجادہ و ارباب مسند تدریس کو اخلاص،محبت،رواداری،انسان دوستی اور تحمل و برداشت جیسے جذبوں سے سرشار ہونے کی اشد ضرورت ہے۔جس کے لیے حضرت داتا گنج بخش کا وضع کردہ صوفیانہ انداز فکر وعمل اپنانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات جو کہ زندگی کی اصل روح ہیں اور اللہ کی معرفت، شریعت مطہرہ پر چلے بغیر حاصل نہیں ہوتی ہے۔ ظاہر شریعت، بغیر باطن کے ناقص اور شریعت کا باطن بغیر ظاہر کے ہوس ہے، مصنف کشف المحجوب علم حقیقی کو یوں بیان کرتے ہیں کہ علم کی دو اقسام ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور دوسرا مخلوق کا ہے[14]۔جبکہ علم حقیقت کے تین ارکان ہیں۔

1۔ ذات حق اور اس کی واحدانیت کا علم

2۔ صفات حق اور حق کے احکام کا علم

3۔ افعال حق اور ان کی حکمتوں کا علم

بالکل اسی طرح شریعت کے بھی تین ارکان ہیں جو کہ کتاب، سنت اور اجماع امت ہیں[15]۔اسی علم کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام غزالیؒ فرماتے ہیں علم کی ایک قسم شرعی اور غیر شرعی بھی ہے۔ شرعی وہ علوم ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعے ہم تک پہنچے۔ عقل تجربے اور سماعت کا ان میں کوئی دخل نہیں، علم حساب، علم طب، علم لغت شرعی علوم نہیں۔ کیونکہ ان میں سے پہلے کا عقل دوسرے کا تجربہ اور تیسرے کا سماع سے تعلق ہے[16]۔

حضرت فیض عالمؒ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپناتے ہوئے اپنے فرمودات و اقوال میں اس بات کو لازم و ملزوم قرار دیا،کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ احکام الٰہی اور معرفت ربانی کے علم کو حاصل کرنے میں کوشاں رہے، علم کے دو حصے ہیں، علم اصول و علم فروع۔ ظاہر علوم اصول میں توحید و رسالت کا اقرار اور باطنِ علم اصول میں حق کی معرفت کی تحقیق ہے اور ظاہر علم فروع میں،لوگوں سے حسن معاملہ اور باطن علم فروع میں نیت کا صحیح درست رکھنا ہے[17]۔یعنی جس وقت پر جس علم کی ضرورت درپیش ہوئی خواہ وہ ظاہر یا باطن اس کا حاصل کرنا فرض قرار دیا گیاہے،تا کہ معاشرے میں پیدا ہونے والے کسی بھی وسم کے بگاڑ کا فی الفور تدارک کرکے اصلاحی امور کو سر انجام دیا جاسکے۔

---

14 Hajwairi, Sayyad Ali Bin Usman, Kashaf al Mahjoob, Mutarjam: Ghulam Moeen ud din Naeemi Ashrafi, Karachi: M N, 1975, P: 53

15 IBID: P 55

16 Siddiqui, Dr Zaheer Ahmad, Tasawur Aur Tasawurat e Soofia, Lahore: Sethi Books 2008, P: 420

17 Hajweri, Sayyad Ali Bin Usman, Kashaf al Mahjoob, P: 55

یہی وہ بلند شان اور خاصہ، حضرات انبیاء کرام کا رہا ہے جو ان کو، تمام بنی نوع انسان سے ممتاز جدا کرتا ہے، اور حقیقت معرفت خداوندی کے جام پلاتا ہوا اس واجب الوجود کے مظہر اتم کا جلوہ بھی دکھاتا ہے۔مصنف کشف المحجوب نے اس دعوت کے منہج و اسلوب کو اپناتے ہوئے اپنے مشن کو آگے بڑھایا اور بتایا کہ اللہ جل شانہ کی ذات کو معبود برحق تسلیم اور انبیاء کرام کی رسالت کا اقرار کر کے ہی آخرت کی نجات کا دارومدار ممکن ہے۔ اگرچہ بظاہر انبیاء کرام نے مخلوق خدا کو اسی امر کی دعوت دی تھی، مگر وہ کامل صوفیائے کرام جو خدا پرست، صاحب کشف اور شمع نبوت سے نور حاصل کرتے ہیں، زمین ان کے سہارے قائم ہے اور انہی کے فیوض و برکات سے اہل زمین پر نزول رحمت ہوتا ہے، انہی کی وجہ سے لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے، انہی کی بدولت ان کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بھی بدنصیب نہیں ہوتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے اِس اعلیٰ درجے پر فائض ہیں جس میں زمانہ کی دوری اس تصدیق میں مخل نہیں ہو سکتی ہے۔ آپ ؐ کے تمام اقوال و افعال، اعمال صالحہ عقائد حقہ کے ذریعے قوت علمیہ و عملیہ میں نفوس بشریہ کی تکمیل کی خبر دیتے ہیں اور ہمارے دلوں کے علاج اور ان کی تاریکیوں کے ازالے کی خبر دیتے ہیں اور درحقیقت نبوت کے معنی کی اس سے بہتر تشریح نہیں ہو سکتی ہے،جس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بے حد شفقت کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ لہٰذا جس جس شخص نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں اور ان اخبار میں غور کیا جو آپؐ سے منقول ہیں اور ان میں آپ لوگوں کے حق میں مختلف قسم کی رفق و نرمی کے ذریعے تہذیبِ اخلاق اور بگڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح کی اور رہنمائی کا اہتمام کیا تو اس کو لازمی طور پر اس کا علم حاصل ہو گا کہ امت پر آپؐ کی شفقت اس سے زیادہ ہے جو باپ کو بیٹے پر ہوتی ہے اور اگر ان عجیب افعال پر غور کیا جائے، جو آپؐ سے ظاہر ہوئے اور غائب کے عجائب پر غور کرے جن کے متعلق قرآن مجید میں آپؐ کی زبان کے ذریعے خبر دی گئی اور ان خبروں پر غور کیا جائے جو آخری زمانے کے متعلق دی گئی ہیں، اور جس طرح آپؐ نے ذکر کیا اسی طرح ان کے وقوع پر غور کیا جائے تو اسے لازمی طور پر اس کا علم حاصل ہو گا کہ آپؐ اس درجے پر پہنچے ہوئے ہیں جو عقل سے ماوراء ہے اور اس میں وہ نظر کھل جاتی ہے جس سے غیب کے وہ خواص اوروہ امور منکشف ہوجاتے ہیں جن کا ادراک عقل نہیں کر سکتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عشق کی شان جلالت کا یہ عالم ہے، کہ آپ کے محب،اللہ تعالی کے محبوب بنتے ہیں۔ محبین کی محبت کا شدید تقاضا محبوب کا دیدار ہے اور اسکی بندگی و احکام کی بجا آواری کو سرانجام لانا ہے۔ اس بندگی کے بدلے میں محبوب اپنے محبین کو پیار کی دائمی دولت عطا کردیتے ہیں اور بقا سے مشرف کرتے ہیں۔ اس مقام عبدیت و بندگی کے شہسوار ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ہے اور جن اصفیاء نے آپ کے دامن کو تھاما وہ اس نعمت سے سرفراز کیے گئے۔

اگر موجودہ دور کے لوگوں کے احوال کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کے اعتقاد بگڑنے اور ایمان کے کمزور ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ عہد نبوت سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں اسی لیے اس مرض کا علاج بھی مصنف کشف المحجوب نے یہ تجویز فرمایا کہ واپس اسی بارگاہ کی طرف بندہ متوجہ ہو اور سرکار دو عالم کے شمائل و خصائص کو اپنائے تا کہ قرب ایزدی میسر آسکے اور دائمی نجات کو حاصل کر سکے۔

جب تک آدمی تعلقات غیر کے میل سے گندہ رہے گا،محروم و مجور رہے گا۔ حقیقت کے آئینے کو اللہ تعالی کے ماسوا کی محبت کے زنگ سے صاف کرنا بڑا ضروری ہے۔ اس آئینے کو چمکانے والی سنت نبوی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

یعنی آپ کی عظیم الشان اور رفیع البیان صفت ختم نبوت اور متابعت کو، قرآن و حدیث میں بنیادی حیثیت دی گئی ہے اور یہ ایمان بالرسالت کامغز بھی ہے، نچوڑ بھی ہے، اور روحانیت کے کمال کا خلاصہ وروح ہے۔ اور جس نے بھی آپ کی پیروی کو چھوڑا وہ گمراہی کا بھنور میں جا بسا۔اسی لیے آپ کے نزدیک نبوت کے عہد سے دوری فساد کا سبب ہے۔ لہٰذا عشق مصطفی جو کہ در حقیقت متابعت و پیروی کا دوسرا نام ہے اس کو ہر معاملہ سے بلندو بالا سمجھنا ہر مسلمان پر لازم و ملزوم ہے۔

حدیث قدسی اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا جو کہ خاتم الرسل کی شان میں واقع ہوئی ہے اس کا راز اس جگہ سے معلوم کرنا چاہئے اور اگر تو نہ ہوتا تو ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا کی حقیقت کو اس مقام پر تلاش کرنی چاہئے۔ مندرجہ بالا دقیق ترین معارف سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا ادراک کیا جا سکتا ہے کہ آپ کس بلند مقام پر فائز ہیں،کہ رب ذوالجلال نے، مقام تعین اول میں سب سے پہلے جس چیز کو وجود عطا کیا وہ" احببت"ہے جس کے معنی ہیں میں نے محبوب رکھا تاکہ میں پہچانا جاؤں اور جو چیز منصہ ظہور ومشہود پر آئی وہ محبت تھی اور وہ ہی محبت دراصل حقیقت محمدی ہے کیونکہ اسی محبت کی وجہ سے سب کچھ ظہور پزیر ہوا اور باقی مخلوقات کو وجود عطا ہوا۔ اگر یہ محبت نہ ہوتی تو کسی کو کوئی وجود نہ ملتا اور یہی شان و خصوصیت اللہ نے اپنے محبوب کے لیے فرمائی ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا بلکہ اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ کرتا لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ وہ تعین اول اور ظہور اول جو محبت ہے وہ حقیقت میں نور مصطفی ہے اور اول ما خلق اللہ نوری میں جو ارشاد واقع ہوا ہے اس کو صوفیائے عظام نے حقیقت محمدیہ سے تعبیر کیا ہے۔

گے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے، تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربویت کا اظہار فرماتا۔ اور آپ اس وقت بھی نبی تھے، جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ مزید برآں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے جمہور علماء کی نزدیک معتبر دلیل یہ ہے کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ کے دستِ مبارک سے معجزات کا ظہور ہوا۔ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں قیامت کے دِن آپ کے امتی سب نبیوں سے زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سب اگلے پچھلوں سے زیادہ معزز ہیں۔ سب سے پہلے آپ کی قبرِ انور شق ہو گی۔ سب سے پہلے آپ ہی شفاعت فرمائیں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول ہو گی۔ سب سے پہلے آپ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے پس اللہ تعالیٰ آپ ہی کے لیے دروازہ کھول دے گا۔قیامت کے روز آپ حمد کا جھنڈا بلند فرمائیں گے۔

حاصل کلام یہ کہ حُسن اخلاق بغیر تزکیہ نفس کے پیدا نہیں ہوتا ہے، اور تزکیہ نفس اسی وقت حاصل ہو سکتاہے جب حضرت رسول پاک کی شریعت کی پیروی کی جائے اور یہ سنت کی پیروی کامل اخلاص سے ہو تو اس کو طریقت کہا جاتا ہے، اور علم و حکمت کی اہمیت انسان کے لیے اظہر من الشمس ہے۔ علم و حکمت ہی سے انسان کی مادی اور معنوی ترقی، دنیوی اور اخروی سعادت وابستہ ہے۔ صوفیائے کرام نے، حضرات انبیاء کرام کی ان روشن تعلیمات کو نہ صرف اپنایا بلکہ بڑی جانفشانی سے آگے پھلایا۔ قرآن مجیدفرقان حمید کی علمی وعملی صورت کا بہترین نمونہ بن کر معاشرے میں آگے بڑھے اور پھیلی ہوئی بدعات و فرسودہ نظام کی اصطلاح کی ہر ممکن کوشش کی،جس کے ہر دور میں بڑے دور رس اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)